Regd No L 5254

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

لاہور (پاکستان)

یوم شنبہ

شرح چندہ

سالانہ ۲۱ روپے
ششماہی ۱۱ "
سہ ماہی ۶ "
ماہوار ۲½ "
فی پرچہ ۱؍

۱۶ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ

جلد ۳۸/۴	۴ تبلیغ ۱۳۲۹ ہش	۴ فروری ۱۹۵۰ء	نمبر ۲۸

اخبار احمدیہ

ربوہ یکم فروری:۔ مکرم جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ:۔

—— سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت بدستور خراب ہے۔ گلے میں تکلیف ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

لاہور ۳ فروری:۔ محترم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کے متعلق آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ آج بھی طبیعت اچھی رہی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب دعا جاری رکھیں۔

سرحد بندی کے بین المملکتی جھگڑوں کی سماعت کرنیوالے ٹریبونل کا فیصلہ

پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں کے حوالے کر دیا گیا

کراچی ۳ فروری:۔ سرحد بندی کے بین المملکتی جھگڑوں کی سماعت کرنے والے ٹریبونل کا فیصلہ پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں کی طرف سے پیر کے روز بیک وقت شائع کیا جا رہا ہے۔ آج ٹریبونل کے صدر مسٹر جسٹس باگے نے بمبئی میں جہاز پر سوار ہونے سے قبل فیصلہ دو علیحدہ علیحدہ مہر بند لفافوں میں پاکستان اور ہندوستان کے نمائندوں کے حوالے کر دیا۔ ایک لفافہ پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خان کے نام تھا۔ جسے ان کی طرف سے پاکستانی ہائی کمشنر آفس کے ایک افسر نے وصول کیا۔ دوسرا لفافہ جو ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے نام تھا ہندوستان کی وزارت خارجہ کے ایک افسر کے حوالہ کیا گیا۔ مسٹر جسٹس باگے نے کل ایک بیان میں ٹریبونل کے ان ججوں کو خراج تحسین ادا کیا۔ جنہوں نے ان کے ساتھ کام کیا تھا۔ انہوں نے کہا۔ میں اس کام کے لئے جیسے جج چاہتا تھا۔ ویسے ہی جج مجھے میسر آگئے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ سب عظیم المرتبت منصف اور قانون کے اعلیٰ ماہر تھے۔

کشمیر کے بارہ میں ہندوستان کی روش پر نیویارک ٹائمز کی نکتہ چینی

نیویارک ۳ فروری:۔ "نیویارک ٹائمز" نے آج ایک مقالہ افتتاحیہ میں ہندوستان پر نکتہ چینی کی ہے۔ کہ اس نے کشمیر کے معاملے میں ثالثی قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ چنانچہ اخبار مذکور نے لکھا ہے۔ کہ باہر کے لوگ اس رویہ سے یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہیں کہ ہندوستان کشمیر کے متعلق اپنے موقف کو اتنا کمزور سمجھتا ہے۔ کہ وہ اتحادی قوموں کے کمیشن یا ثالث کے پیش کردہ حل کو قبول کرنے سے ڈرتا ہے۔ ہندوستان کا کہنا تھا۔ کہ پاکستان اپنے موقف میں حق بجانب نہیں ہے۔ لیکن اتحادی قوموں کے کمیشن نے ہندوستان کے اس خیال کی تائید نہیں کی۔ نیویارک ٹائمز نے ہندوستان کے رویہ اور رویہ کا تجزیہ کرتے ہوئے مزید لکھا ہے۔ کہ ہندوستان نے حیدر آباد پر اس لئے قبضہ کیا کہ وہاں کی غالب آبادی ہندو تھی لیکن وہاں مسلمان نواب حکمران تھا۔ بر خلاف اس کے وہ کشمیر پر اس لئے قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ کہ وہاں کی غالب آبادی تو مسلمان ہے۔ لیکن وہاں ایک ہندو راجہ حاکم ہے جس نے ہندوستان میں شمولیت کی درخواست کی تھی۔ گویا ہندوستان چت بھی اپنی چاہتا ہے۔ اور پٹ بھی۔ اخبار نے مزید لکھا ہے۔ کہ کشمیر کے بارے میں ہندوستان اور پاکستان قومی خودکشی کے راستے پر چل رہے ہیں۔ جس سے سارے جنوبی ایشیا پر مہلک اثر پڑ سکتا ہے۔ اخبار نے آخیر میں اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ ہندوستان کو ثالثی کی تجویز منظور کر لینی چاہئیے۔

ماسکو جانے کی ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی

لندن ۳ فروری:۔ لندن میں پاکستانی ہائی کمشنر کے دفتر سے حسب ذیل بیان شائع ہوا ہے۔ کراچی کے دفتر خارجہ کے قریبی حلقوں میں تحقیقات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ پیرس کے بعض حصوں میں پاکستان کے وزیر اعظم کے آئندہ اپریل میں ماسکو جانے کی جو اطلاع شائع ہوئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ تا حال روانگی کی کوئی تاریخ مقرر نہیں کی گئی ہے۔ (استار)

برطانیہ کا غذائی مشن پاکستان آ رہا ہے

لندن ۳ فروری:۔ برطانوی وزارت غذا کا ایک مشن عنقریب پاکستان ہندوستان اور لنکا کے لئے روانہ ہونے والا ہے۔ تاکہ وہاں کی حکومتوں سے آئندہ سال کے لئے برطانیہ کے واسطے چائے حاصل کرنے کے انتظامات پر گفتگو کرے۔ مشن کے لیڈر وزارت غذا کے ڈپٹی سیکرٹری مسٹر ٹیڈ اینڈرسن اور دوسرے ارکان مسٹر ڈبلیو ایچ ولسن اور مسٹر جی اے ہیگ ہیں۔ مسٹر اینڈرسن حالیہ بین الاقوامی گندم کانفرنس میں برطانوی وفد کے لیڈر تھے۔ اور بین الاقوامی گندم کونسل کے صدر بھی ہیں۔ (استار)

پاکستان میں پہلے انڈونیشی سفیر کا تقرر

کراچی ۳ فروری:۔ انڈونیشیا کی حکومت نے سابق وزیر اطلاعات ڈاکٹر شمس الدین کو پاکستان میں اپنا پہلا سفیر مقرر کیا ہے۔ وہ اس ماہ کے اخیر میں پاکستان پہنچ کر اپنے عہدہ کا چارج سنبھال لیں گے۔ اس خبر کی تصدیق ڈاکٹر محمد رحیم نے جو ہالینڈ میں انڈونیشیا کے ہائی کمشنر نامزد ہوئے ہیں۔ آج یہاں ایک بیان دیتے ہوئے کی ہے

سویڈن نے جمہوریہ انڈونیشیا کو تسلیم کر لیا

جاکرتا ۳ فروری:۔ سویڈن نے جمہوریہ انڈونیشیا کو آزاد خود مختار مملکت کی حیثیت سے تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ دونوں ملکوں کے درمیان عنقریب سفارتی نمائندوں کا تبادلہ عمل میں لایا جائے گا۔

کشمیر کے متعلق ٹرکی کی ذریعہ مصالحت کی کوشش

لندن ۳ فروری:۔ ڈیلی ٹیلیگراف نے "ان سائڈ آف ارمینش" کے زیر عنوان لکھا ہے۔ کہ ہندوستان کے مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعظم شیخ عبد اللہ جو اس وقت انقرہ میں ہیں چاہتے ہیں کہ تصفیہ کشمیر کے سلسلہ میں ٹرکی پاکستان اور ہندوستان کے درمیان مصالحت کرا دے (استار)

راجہ غضنفر علی خان طہران روانہ ہو گئے

کراچی ۳ فروری:۔ پاکستان کے سفیر متعینہ ایران ہز ایکسیلنسی راجہ غضنفر علی خان آج بذریعہ ہوائی جہاز طہران روانہ ہو گئے۔ شاہ ایران کے دورہ پاکستان کا پروگرام مکمل ہو چکا ہے۔ آپ اعلیٰ حضرت شاہ ایران کی منظوری کے لئے یہ پروگرام طہران لے گئے ہیں۔

پاکستان اور عراق کی دوستی

بغداد ۳ فروری:۔ پاکستان نے عراق کے ساتھ دوستی کے جس معاہدہ کی تجویز پیش کی ہے۔ اس کے مسودہ کی ایک نقل حکومت عراق کو موصول ہو گئی ہے۔ یاد ہوگا۔ کہ دو ہفتہ قبل پاکستان نے عراق کے سامنے ایک تجارتی معاہدہ کرنے کی تجویز بھی پیش کی تھی۔ دونو تجاویز اس وقت زیر غور ہیں۔ (استار)

غیر منقولہ متروکہ جائداد کے تبادلہ پر عائد کردہ پابندیوں کا لحاظ ضروری ہے

لاہور ۳ فروری:۔ متعلقہ اشخاص کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ غیر منقولہ متروکہ جائداد کے لین دین سے متعلق پاکستان آرڈیننس مجریہ ۱۹۴۹ء کا نفاذ ۱۰ جنوری ۱۹۵۰ء سے پنجاب میں ختم ہو چکا ہے۔ مگر غیر منقولہ متروکہ جائداد کے انتظام کے بارے میں پاکستان آرڈیننس مجریہ ۱۹۴۹ء کی دفعہ ۱۵ کے تحت حکومت ایک نوٹیفکیشن کے ذریعہ چند پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ غیر منقولہ متروکہ جائداد کے تبادلہ کی اجازت سے متعلق جو درخواستیں گذشتہ ماہ اگست میں موصول کی گئی تھیں۔ انہیں متعلقہ ڈپٹی کسٹوڈین صاحبان جائداد متروکہ کے پاس واپس کیا جا رہا ہے۔ درخواست دہندگان کو چاہئیے۔ کہ اپنی درخواستوں پر جہاں تک ہو سکے چارہ جوئی کے لئے ان افسران سے رابطہ پیدا کریں (سرکاری اطلاع)

—— راولپنڈی ۳ فروری:۔ وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خان آج راولپنڈی سے کابل پہنچ گئے ہیں۔

مہاجرین کے مسئلہ کا واحد منصفانہ حل

دمشق ۳ فروری:۔ شام و لبنان میں سکونت گزین جن پناہ گزینوں کی فلسطین میں زمین ہے۔ انہوں نے جنیوا میں مفاہمتی کمیشن کو ایک برقیہ روانہ کیا ہے۔ جس میں اقوام متحدہ کے فیصلوں کے مطابق انہیں اپنے اپنے گھروں کو واپس پہنچانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ برقیہ میں مزید کہا گیا ہے کہ اگر کمیشن کی تجاویز کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ تو یہ مسئلہ جزوی طور پر حل ہو گا۔ برقیہ میں بتایا گیا ہے کہ واحد منصفانہ حل غیر مشروط طور پر ان کا اپنے وطن واپس جانا ہے ورنہ مشرق وسطیٰ میں امن قائم نہ رہ سکیگا (استار)

ارتقاء کائنات

مجلس مذہب و سائنس کے زیر اہتمام ربوہ میں علمی لیکچر

ربوہ ۳ فروری:۔ پروفیسر عبد الحمید صاحب ایم اے (کنٹب) انچارج شعبہ فلکیات یونیورسٹی اوف پنجاب مورخہ ۴ فروری بروز ہفتہ ۶½ بجے شام بعد نماز مغرب ربوہ میں ارتقاء کائنات کے موضوع پر ایک علمی لیکچر دیں گے۔ ممبران مجلس اور دیگر احباب سے استدعا ہے کہ اس لیکچر میں شامل ہو کر مستفید ہوں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی ازراہ نوازش شمولیت فرمائیں گے۔ (عبد الاحد عفی عنہ)

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے طبع کروا کر عت ۳ میکلگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِرُ

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے

(رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ)

نوجوانانِ جماعت
السَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

تحریک جدید کے دفتر دوم کی مضبوطی کا کام اس سال میں نے خدام الاحمدیہ کے سپرد کیا ہے۔ بعض مجالس کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ وہ اس بارے میں کوشش کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر جگہ کے خدام سرگرم کوشش کرکے دفتر دوم کے وعدوں کو اس سال پانچ لاکھ تک لے جائیں۔ اس کے لئے ۵ فروری ۱۹۵۰ء کا دن مقرر کیا جاتا ہے۔ اس دن ہر شہر اور گاؤں میں جلسے کئے جائیں۔ جن میں تحریک جدید کی اہمیت واضح کی جائے ... اس کے بعد خدام گھر بہ گھر پھر کر نئے سال کے وعدے لیں۔ اور یہ تسلی کریں۔ کہ ان کے شہر میں کوئی نوجوان باقی نہ رہے۔ جو تحریک جدید کے دفتر اول یا دوم میں شامل نہ ہو۔

چندہ کی شرح میں بھی کچھ رعایت کر دیتا ہوں۔ آئندہ دفتر دوم کا کم از کم وعدہ ماہوار آمد کے ۲۰ فیصدی کے برابر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن پانچ روپے سے کم کوئی وعدہ نہ ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور اس مہم میں آپ کو کامیاب کرے۔ والسلام

خاکسار: مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۱۸ جنوری ۱۹۵۰ء

مجالس اطفال الاحمدیہ — یعنی — احمدی بچوں کی مجالس

ہر جگہ جہاں احمدی بچے موجود ہیں۔ وہاں خدام الاحمدیہ یا انصار اللہ کا فرض ہے کہ ان کی ایک مجلس مجلس اطفال الاحمدیہ کے نام سے قائم کریں۔ تا کہ احمدی بچے اپنے لئے الگ ماحول پیدا کرکے اس میں خالص روحانی اثر کے ماتحت نشو و نما پائیں۔ چونکہ اطفال امیدوار رکن خدام الاحمدیہ ہوتے ہیں اس لئے خدام الاحمدیہ کے زعیم یا قائد کا یہ فرض بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ بچوں کی نگرانی اور تربیت کے کام کو خود کرے۔ یا کوئی مربی مقرر کرے۔ بچوں میں مندرجہ ذیل عہدہ دار انتخاب کرنے اور ان عہدہ داروں کی اطاعت کرنے کی روح پیدا کی جائے۔

جنرل سیکرٹری۔ سیکرٹری مال

جنرل سیکرٹری نائب مربی ہوگا۔ اور اچھی عمر کا طفل لیا جانا ضروری ہوگا۔ تا کہ بچوں پر کنٹرول کر سکے۔ تجنید۔ تنظیم۔ رپورٹوں کا تیار کرنا اس کا کام ہوگا۔

سیکرٹری مال کا کام چندے باقاعدگی سے وصول کرنا ہوگا۔ اجلاس ہائے تعلیمی و تربیتی کا انتظام و ورزش وغیرہ کا انتظام حسب پروگرام و ہدایت مربی کرے گا۔

ہر دس بچوں یا اس کی جزو پر ایک سائق مقرر ہوگا۔ جو اپنے گروپ کا مانیٹر ہوگا۔ اور جنرل سیکرٹری یا مربی کی ہدایت کے مطابق اپنے گروپ سے کام کرائے گا۔

اس وقت فوری تنظیم ہر جگہ ہونی ضروری ہے۔ تفصیلی پروگرام الگ مجالس کو بھجوایا جائے گا۔ وما توفیقی الا باللہ

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مجلس مرکزیہ ربوہ)

حضرت حافظ جمال احمد صاحب مبلغ ماریشس کا آخری مکتوب

پردے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے ہمارے ماریشس کے مبلغ حضرت حافظ جمال احمد صاحب (مرحوم) گذشتہ دنوں ماریشس میں انتقال فرما گئے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں آپ کی وفات کو ایک الٰہی نشان قرار فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا عہد پورا کرنے کی توفیق دی اور شہادت کی موت عطا فرمائی۔

وفات سے چند روز قبل آپ نے ایڈیٹر الفضل کے نام ایک مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات ارسال فرمائے تھے جو پردے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ غالباً آپ کا آخری مکتوب ہے جو آپ نے پاکستان میں ارسال فرمایا ہے آپ کی یادگار کے طور پر شائع کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب مرحوم کو بلند درجات عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٭ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

بخدمت محترم مکرم ایڈیٹر صاحب الفضل اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

الفضل میں پردہ کے متعلق لمبے لمبے مضمون شائع ہو رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل حوالہ بھی جس قدر ضروری سمجھیں الفضل میں شائع کر دیں تا مضامین لکھنے والوں کو بہت تکلیف اور ہیر پھیر سے کام نہ لینا پڑے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی معجز نما کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۲ پر ترک شرک کی سرخی کے نیچے پردے کی آیات کا ترجمہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”یعنے ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں اور ایسی عورتوں کو کھلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتی ہوں۔ اور ایسے موقعہ پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں ...... اور اپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں۔ اور اپنے زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم عورت پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آ جائے۔ یعنے گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں ....“

صفحہ ۳۵ پر فرماتے ہیں:۔

”اسلامی پردہ کی یہی فلاسفی ہے اور یہی ہدایت شرعی ہے۔ خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔ یہ ان نادانوں کا خیال ہے جن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظر اندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے۔ کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے۔ بالآخر یاد رہے کہ خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غضِ بصر کہتے ہیں۔ اور ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہیئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے۔ بلکہ اس کے لئے اس تمدنی زندگی میں غضِ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے۔“

والسلام خاکسار حافظ جمال احمد از زیل ماریشس ۱۵ دسمبر ۱۹۴۹ء

بقیہ صفحہ ۳

جو آپ نے مرزائیت کے انداز کے متعلق اور براہین احمدیہ اور دوسرے احمدیہ لٹریچر کے متعلق ظاہر فرمایا ہے۔ پہلی آیت آپ نے اس طرح درج فرمائی ہے۔

آنحضرت خاتم النبیین ہیں

(۱) ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

لوگو محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں (تو نرینہ کیوں ہوا) وہ تو اللہ کے رسول ہیں (اور خطوں کی مہر کی طرح سب نبیوں کی مہر) آخری نبی ہیں۔

یہ ترجمہ الاعتصام کا ہے۔ اس ترجمہ میں حسن ترجمہ کی یہ خصوصیت ہے کہ خاتم بفتح تا جو قرآن کریم کی عبارت میں ہے اس کا ترجمہ ”مہر“ ”خطوں کی“ کے الفاظ اپنی طرف سے بڑھا کر خطوط وحدانی میں دیا ہے اور الفاظ ”آخری نبی ہیں“ جو عربی کی عبارت میں کسی لفظ کے معنی نہیں ترجمہ کے متن میں رکھ دیئے ہیں۔ مولوی صاحب کیا اس کا نام تحریف بالترجمہ نہیں ہے؟ عربی متن کا بالفظ ترجمہ تو صرف اتنا ہے ”نبیوں کی مہر“

یہ ”خطوں کی مہر“ کہاں سے لیا گیا ہے۔ چلو خیر خطوں کی مہر ہی مان لیتے ہیں۔ اب بتایا جائے کہ کیا خطوں پر مہر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ بس اس کے بعد کوئی اور خط نہیں لکھا جائیگا؟ یا کیا اس لئے لگائی جاتی ہے کہ بس اس مضمون خط کے بعد کوئی مضمون نہیں لکھا جائے گا؟ یہ تو ہوا شاید آپ کا خیال ہمارا اور دنیا کا خیال یہ ہے کہ خط پر مہر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ جس کی طرف سے یہ خط آیا ہے مہر اس کی تصدیق کرتی ہے۔

یہ ہماری بدہضمی مزاج یا کھلاڑ کا ثبوت ہے یا آپ کا؟ مولوی صاحب آپ نے جو باقی تین آیات پیش کی ہیں ان میں تو اتنا بھی سہارا نہیں۔ قرآن کریم کا پھر ایک بار ورد فرمائیے۔ چونکہ آپ کوئی بھی بات نہیں بتا سکے۔ اس لئے جلد جلد آپ احادیث کی پناہ ڈھونڈنے لگے ہیں۔ جن کے متعلق ہم پھر عرض کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور
۴ فروری ۱۹۵۰ء

پاک مقصد کی چنگاڑی

قارئین کرام نے کہانیوں میں پڑھا ہے یا سنا ہے کہ کسی مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کچھ شہزادے نکلتے ہیں راہ بڑی جان جوکھوں کی ہوتی ہے سب باری باری ایک بڑھیا یا پیر مرد سے ملتے ہیں۔ جو ان کو راستہ بتلاتا ہے۔ اور یہ بھی بتاتا ہے، کہ ان کے کانوں میں آوازیں آئینگی۔ جو ان کو سنکر پیچھے مڑکر دیکھے گا وہ پتھر بن جائے گا۔ لیکن جو نہیں دیکھے گا اور بڑھتا چلا جائے گا۔ وہ کامیاب ہو گا۔ چنانچہ جو شہزادے ان خطرناک آوازوں کو سنکر جو ان کو گمراہ کرنا چاہتی ہیں بے صبر ہو جاتے ہیں اور مڑکر دیکھتے ہیں وہ واقعی پتھر بن جاتے ہیں۔ لیکن ایک شہزادہ ان آوازوں کی جو اسکو اشتعال دلاتی ہیں پروا نہیں کرتا اور بڑھتا چلا جاتا ہے۔ وہ پتھر نہیں بنتا۔ اور آخر کار مراد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

یہ کہانیاں ہیں مگر دانا لوگوں نے یہ کہانیاں یونہی نہیں بنائیں۔ ان کہانیوں میں زندگی گزارنے کے لئے ایک عظیم الشان سبق دیا گیا ہے۔ ان میں یہ سبق دیا گیا ہے۔ کہ جو لوگ اپنے مقاصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ جو لوگ کچھ نیک مقصد سامنے رکھ کر نکلتے ہیں۔ وہ دوسروں کی جرح قدح طعن و تشنیع اگر سنتے ہیں۔ اور ان سے متاثر ہوتے ہیں۔ تو ان کے ارادے کمزور ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے مقصد و سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور ناکام رہتے ہیں۔ گویا وہ اپنی زندگی کے لحاظ سے پتھر بن جاتے ہیں۔ ان کی حرکت ساکت ہو جاتی ہے۔ اور وہ دنیا میں کچھ بھی نہیں کر سکتے

جب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی نے توحید باری تعالےٰ کا نعرہ مکہ میں بلند کیا تو وہ لوگ جو صدیوں سے بت پرستی میں آلودہ ہو چکے تھے اس نعرہ کو سنکر اچانک چونک اٹھے۔ وہی لوگ جو آپ کے حسن اخلاق کے بڑے مداح تھے۔ جو آپ کو بڑا امین سمجھتے تھے۔ جو آپ کو قوم کا گل سرسبد سمجھتے تھے آوازے کسنے لگے۔ آپ کے عجیب و غریب نام پکارنے لگے۔ ٹھٹھے مارتے۔ تمسخر اڑاتے آپ جس راہ سے گزرتے آپ کے پیچھے تالیاں بجاتے۔ راستہ میں کانٹے بچھا دیتے۔ آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ تو ایک شقی القلب آپ کی پیٹھ پر غلاظت سمیت اونٹ کی اوجھری ڈلوا دیتا ہے۔ آپ طائف میں تبلیغ اسلام کے لئے جاتے ہیں۔ تو آپ کے پیچھے لوگوں کو لگا دیا جاتا ہے۔ جو صرف آوازے ہی آپ پر نہیں کستے بلکہ اینٹوں اور پتھروں سے آپ کے جسم اطہر کو زخمی کر دیتے ہیں۔ یہ اور اس سے بھی بڑھ کر ہوا لیکن دیکھنے والی چیز یہ ہے۔ کہ کیا ان تمام باتوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارادہ میں ذرا بھی تزلزل آیا؟ نہیں نہیں کیا آپ کے ماتھے پر شکن بھی پڑی؟ نہیں نہیں؟

پھر صرف آپ کے ساتھ ہی ایسا نہیں ہوا آپ کے غلاموں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ وہ سعید روحیں جنہوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ ان کو طرح طرح کے عذاب دیئے گئے۔ ان میں سے بہت عرب کی تہذیب و تمدن میں غلام تھے۔ ان غلاموں کے قریشی متکبر آقاؤں نے انہیں عرب کی جھلستی ہوئی ریت پر لٹایا۔ ان کے سینوں پر جلتے ہوئے پتھر رکھے۔ رسیاں باندھ کر شہر کی گلیوں میں گھسیٹا۔ عورتوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ کہ وحشت بھی سر پیٹتی ہے۔ ان کے ساتھ سب کچھ ہوا۔ ظالموں نے جو کچھ ہو سکتا تھا ان کے ساتھ کیا وہ دنیا کی بدتری کیا کچھ نہیں کر سکی۔ مگر ایک نہ کر سکی۔ تو ان غلاموں کے رگ و پے سے نکلتی ہوئی "احد۔ احد" کی صدا کو نہ روک سکی۔ کیونکہ وہ دھن کے پکے تھے۔ وہ اولوالعزم تھے ایک عظیم الشان مقصد ان کے سامنے تھا۔ جو دشمنوں کی اذیتوں۔ دشمنوں کی سفاکیوں سے بہت اونچا مینار روشنی کی طرح ان کی آنکھوں کے سامنے جگمگا رہا تھا۔ وہ "نور" کہ اگر ان کی آنکھیں بھی نکال لی گئیں۔ تو پھر بھی وہ اسکو دیکھ رہے ہوتے۔ کیونکہ جب ان کی آنکھیں نکال لی جاتیں تھیں۔ تو ان کا رواں رواں آنکھ بن جاتا تھا۔ ایک عظیم الشان مقصد ان کے سامنے تھا۔ جو تمسخر۔ ٹھٹھے۔ طعن۔ طنز اور اشتعال انگیزیوں کی آواز سے بہت بلند نغمہ دلآویز بن کر ان کے کانوں میں آ رہا تھا۔ وہ نغمہ کہ اگر ان کے کانوں کے پردے پھاڑ دیئے جاتے۔ تو ان کا ہر مسام کان بن جاتا تھا۔

یہ ایک پاک مقصد کا انہماک تھا عشق تھا۔ جس نے ان ادنےٰ غلاموں کو ایسا بنا دیا تھا۔ یہ پاک مقصد کا عشق کتنی بڑی طاقت ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگائیے کہ ایک طرف بے بس غلام تھے۔ جن کا کوئی ہمدرد۔ کوئی خیر خواہ نہ تھا۔ بے یار و مددگار۔ غریب الدیار جن کے جسم کا ذرہ ذرہ بکا ہوا تھا۔ جن کی کوئی ملکیت نہ تھی نہیں نہیں جن کی کوئی خواہش بھی اپنی نہیں تھی۔ جن کی زندگی حیوانوں سے بھی کم قیمت تھی۔ جن کا اپنا آپ بھی اپنا نہ تھا۔ بلکہ بیگانہ تھا۔ جب اس خس و خاشاک میں پاک مقصد کے عشق کی چنگاڑی پڑی۔ تو وہ ایک شعلہ بنکر اٹھی۔ کہ دوسری طرف مغرور اور متکبر آقاؤں کی تمام کی تمام خداوندی کی طاقتیں جلکر راکھ ہوگئیں۔ اور برف کی طرح سرد پڑ گئیں

اس پاک مقصد کے عشق میں یہ طاقت تھی۔ کہ جو پہلے آقا تھے وہ ان غلاموں کے غلام بننا فخر سمجھنے لگے۔ جن کالے کلوٹے پاؤں میں رسیاں ڈالکر گلیوں میں انہیں گھسیٹا جاتا تھا ان پاؤں کے نقش قدم کو چومنا اپنی سعادت دوجہاں سمجھنے لگے۔ اگر یہ پاک مقصد کی چنگاڑی نہ پڑتی تو وہ کیا تھے؟ گھاس پھوس تنکے جنکو ہوا کا ذرا سا جھونکا یہاں سے وہاں اور وہاں سے یہاں لئے اڑتا پھرتا۔ ان کی بساط ہی کیا تھی۔ مگر نہیں پاک مقصد کی ایک چنگاڑی نے ان کو ایسا کوہ آتش فشاں بنا دیا کہ تمام انسانیت کی تاریخ متزلزل ہوکر رہ گئی۔ وہ ایسی سنگلاخ بلند و بالا پرشکوہ چٹانیں بنکر جم گئے ہیں۔ کہ بڑے بڑے باجبروت پہاڑ بھی ان کے سامنے ننھے ننھے ٹیلے نظر آتے ہیں۔ آج مشرق و مغرب کی تہذیبیں ملکر ایک حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ تو پیدا کر کے دکھائیں تمام سرمایہ داری۔ تمام اشتراکیت تمام فسطائیت تمام ہیگل اور مارکس کا فلسفہ ملکر ایک حضرت خباب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس زمانے کے دانشمندو بے شک تم مشین گنیں ہزاروں میلوں تک مار کرنے والی توپیں۔ ایٹم بم اور کیا کیا ہلاکت کے سامان۔ دنیا کو تباہ کرنے والی اشیاء نہیں بنا سکتے۔ مگر تم نہیں کر سکتے تو ایک ایسی روح پیدا نہیں کر سکتے۔ جو اپنی پھونک سے مردوں کو زندہ کر دے۔

تمہارے سائنسی آلات سب کچھ پیدا کر سکتے ہیں۔ بجلیاں۔ شعاعیں۔ فضا میں اڑنے والے بمبار۔ مگر وہ چنگاڑی۔ پاک مقصد کی چنگاڑی جو "احد احد" کے شعلے اٹھاتی ہے۔ وہ آسمان سے آتی ہے۔ جب آتی ہے تو کوئی اس کے راستے بند نہیں کر سکتا۔ تم ہنسو، ٹھٹھے مارو۔ تمسخر اڑاؤ۔ اینٹیں چلاؤ۔ سنگباریاں کرو۔ سنگساریاں کرو کچھ کرو وہ آئی تو آئی۔ اور پھر وہ دوسری گھڑی بھی تو آنے ہی والی ہے۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ
ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ۔

یعنی جس نے ذرہ کے برابر بھی نیکی کی ہوگی۔ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ کے برابر شرارت کی ہوگی۔ اس کو دیکھ لے گا۔ مگر جس کے دل میں پاک مقصد کی چنگاڑی پڑ گئی ہے۔ وہ ان اذیتوں اور تکلیفوں پر نگاہ غلط انداز ڈالتا ہوا چلا جاتا ہے۔ اور اس اولوالعزم شہزادے کی طرح خوفناک گمراہ کرنے والی آوازوں پر مڑکر نہیں دیکھتا۔ بلکہ اپنے مقصد کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

تحریف بالترجمہ

ہفت روزہ "الاعتصام" میں ایک طویل مضمون "ختم نبوت" کے زیر عنوان مدیر صاحب کے قلم سے شائع ہو رہا ہے۔ ہم نے کسی گزشتہ اشاعت میں عرض کیا تھا۔ کہ تمہید بہت بڑھتی جا رہی ہے "اہم تر مطلب" کی باری کب آئے گی۔ اور اسی بات ثابت کرنے کے لئے کہ اللہ تعالےٰ نے ترسیل انبیاء کی اپنی سنت اب تبدیل کر دی ہے۔ قارئین کو حسن کلام۔ ذوق سلیم۔ دانشمندی۔ علمی جستجو وغیرہ بیسیوں قسم کے لامتناہی خارزاروں سے گزارنے کی کیا ضرورت ہے؟ ترسیل انبیاء اللہ تعالےٰ کی مسلمہ قدیم سنت ہے۔ جو قرآن کریم کی آیت آیت سے ظاہر و باہر ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ نے اپنی اس قدیم سنت کو بدلا بھی ہے۔ حالانکہ وہ فرماتا ہے کہ لن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اس نے ایک دفعہ بھی غیر مبہم الفاظ میں اس کا اعلان قرآن کریم میں نہیں فرمایا؟ اگر کوئی ایسا اعلان موجود ہے۔ تو دکھایا جائے۔

الاعتصام کی تازہ اشاعت میں ہمارے اس مطالبہ کے جواب میں تو صرف چند گالیاں ارشاد کی ہیں۔ لیکن ساتھ قرآن کریم سے چار آیات بھی (شائد) ہمارے مطالبہ کے ایفا کے طور پر شائع فرما دی ہیں۔ جن کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ ہم ان کے اس حسن کلام کے لئے بھی شکر گزار ہیں

(باقی دیکھیں ص ۶ پر)

سفر قادیان دارالامان

(از مکرم میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ)

قادیان کے سالانہ جلسہ میں شامل ہونے کے لئے پاکستان کے پچاس احمدیوں کو حکومت ہند کی طرف سے اجازت دی گئی تھی۔ ہر احمدی کی یہ خواہش تھی کہ وہ اس قافلہ میں شامل ہو۔ لیکن حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے اخبار الفضل میں اعلان فرمایا کہ (جماعتی ضرورت کے ماتحت جانے والوں کے علاوہ جن کا انتخاب دفتر کی طرف سے کیا جائے گا) صرف قادیان میں رہنے والے درویشوں کے رشتہ دار ہی اس قافلہ میں شامل کئے جانے کے لئے درخواستیں دیں۔ لیکن پھر بھی سینکڑوں درخواستیں ہو گئیں۔ اور جن افراد کو اس قافلہ میں شامل ہونے کے لئے چنا گیا ان کو بذریعہ رجسٹری شدہ خطوط اطلاع دی گئی کہ وہ ۴۹/۱۲/۲۴ کی شام کو محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ لاہور (جو کہ اس قافلہ کے امیر مقرر کئے گئے تھے) کے مکان پر جمع ہو جائیں۔ اور ان کی قیادت میں قافلہ مورخہ ۴۹/۱۲/۲۵ کی صبح کو رتن باغ سے روانہ کیا جائے گا۔ خاکسار کو محترم شیخ بشیر احمد صاحب کا جنرل اسسٹنٹ مقرر کیا گیا۔ حضرت میاں صاحب کی ہدایت کے مطابق مورخہ ۴۹/۱۲/۲۴ کی رات کو قافلہ میں جانے والے احباب کو سمجھا دیا گیا کہ وہ کوئی قابل اعتراض چیز ساتھ نہ لے جائیں تاکہ راستہ میں قافلہ کو کسی قسم کی روکاوٹ نہ ہو۔

مورخہ ۴۹/۱۲/۲۵ کو صبح ۸ بجے قافلہ کے افراد رتن باغ میں پہنچ گئے۔ جہاں قافلہ کو لے جانے والی دو لاریاں کھڑی ہوئی تھیں۔ اور کثرت سے احمدی احباب قافلہ کو رخصت کرنے کے لئے جمع ہو گئے جو قافلہ میں اپنے اپنے واقفوں سے معانقہ کر رہے تھے اور قادیان میں جا کر ان کیلئے دعائیں کرنے کی درخواستیں کر رہے تھے۔ ۹ بجے کے قریب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جو کہ ربوہ سے تشریف لائے ہوئے تھے ایک لمبی دعا کے ساتھ اس قافلہ کو الوداع کہا جس کے کل افراد معہ لاریوں کے ڈرائیوروں و کلینر کے ۵۴ تھے۔ جن میں سوائے دو لاری ڈرائیوروں کے سب کے سب احمدی تھے دعا کے معاً بعد لاریوں کے روانہ ہونے سے پیشتر خاکسار کو قافلہ کے افراد اور لاریوں کے پرمٹ مع کسٹم آفیسر کے ساتھ ایک موٹر کار میں روانہ کر دیا گیا۔ تاکہ سرحد پر پہنچ کر کاغذات کی ضروری پڑتال کرا سکوں اور قافلہ کو اس کام کے لئے وہاں رکنا نہ پڑے۔ ضلع لاہور کے ڈپٹی کمشنر صاحب اور ان کے پرسنل اسسٹنٹ بھی سرحد پر قافلہ کو وداع کرنے کے لئے پہنچ گئے اور قافلہ کی لاریاں قریباً ۱۱½ بجے سرحد پر پہنچیں۔ قافلہ کو سرحد پر پہنچنے میں دیر اس لئے ہوئی کہ انہیں قریباً ایک گھنٹہ پولیس نے ایک غلط فہمی کی وجہ سے ٹھہرا لیا۔ سرحد پر حضرت میاں بشیر احمد صاحب و دیگر معزز احمدی احباب لاہور قافلہ کو الوداع کرنے کے لئے موجود تھے۔ اور علاوہ ان کے مضافات کے احمدی احباب بھی آئے ہوئے تھے۔ یہاں بھی دعا کی گئی۔ حکومت ہند کی جانب سے سرحدی پولیس کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور ایک دستہ سپاہیوں کا اس قافلہ کے ہمراہ حفاظت کیلئے جانے کو سرحد کی دوسری طرف پہنچا ہوا تھا۔ انہوں نے قافلہ کے افراد کی گنتی کر کے ان کو اپنے چارج میں لے لیا سب سے پہلے ہندوستان کی سرحدی پولیس نے ہمارے اجازت نامے دیکھے۔ اور مطالبہ کیا کہ اگر کسی شخص کے پاس ہندوستان کے ایک ایک روپیہ والے نوٹ یا پانچ روپیہ سے زیادہ نقدی ہو تو حوالہ پولیس کر دے۔ چنانچہ امیر قافلہ کے اعلان پر قافلہ کے اراکین نے ۳۵/ روپے کے ایک ایک روپیہ والے نوٹ نکال کر دئیے جو حوالہ پولیس کئے گئے اور وہ انہوں نے ضبط کر لئے۔ میری دریافت پر ایک پولیس ہیڈ کنسٹبل نے جو حفاظت کیلئے ہمارے قافلہ کے ساتھ جا رہا تھا مجھے بتایا کہ ایک ایک روپیہ والے نوٹ اس لئے ضبط کر لئے گئے ہیں کہ یہ پاکستان میں اب رائج الوقت سکہ نہ ہونے کی وجہ سے آٹھ آنے فی نوٹ کے حساب سے بک رہے ہیں۔ ان کو اگر ضبط نہ کیا جائے تو یہ ہندوستان میں ۱۶ آنے کے حساب سے چلائے جائیں گے اور حکومت ہند کو نقصان پہنچے گا۔ ان نوٹوں کی ضبطی سے گو ہمیں نقصان پہنچا لیکن اس کا ایک نیک اثر بھی ہوا کہ ہندوستانی کسٹم کے عملہ نے افراد قافلہ کا دیانتدارانہ رویہ دیکھنے پر ہمارے اسباب کی تلاشی لئے بغیر گذرنے دیا۔ اور دیگر سرحد پر گذرنے والوں کی طرح ہمیں اسباب کی تلاشی کرانے کیلئے نہ ٹھہرنا پڑا۔ اس کے بعد قافلہ پولیس کی حفاظت میں امرتسر سے ہوتا ہوا قریباً ۲½ بجے بعد دوپہر بٹالہ پہنچ گیا۔ جہاں ۵ منٹ کیلئے پولیس کی کسی ضرورت کے ماتحت ٹھہرا۔ بٹالہ میں دو درویش ہمارے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے ہمیں دیکھ کر انہوں نے السلام علیکم کہا۔ اور قافلہ والوں میں السلام علیکم کی آواز سنکر مسرت کی لہر دوڑ گئی اور دونوں لاریوں میں سے وعلیکم السلام کی آواز گونج اٹھی۔

بٹالہ سے قادیان جانے کے لئے سری گوبندپور اور ہنچکرائیں کی سڑک کا راستہ اس خیال سے اختیار کیا گیا کہ تقسیم سے پہلے یہ سڑک پکی تھی اور اس پر لاریاں بہ نسبت دوسری کچی سڑک کے جو بٹالہ سے سیدھی قادیان کو جاتی ہے زیادہ آسانی سے چل سکتی تھیں۔ لیکن یہ سڑک اب اس قدر خراب ہو چکی تھی کہ یہ کچی سڑک سے بھی بدتر تھی۔ اور نہر کے پل تک پہنچنے میں ہمیں قریباً ایک گھنٹہ لگ گیا پل کو پار کر کے ہماری لاریاں نہر کی پٹڑی کے ساتھ کی سڑک پر ہو گئیں جو اچھی حالت میں تھی۔ اور یہاں پر ہمیں اور بھی درویش دو دو تین تین کی ٹولیوں میں سائیکلوں پر سوار ملے جو استقبال کیلئے وہاں آئے ہوئے تھے وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے اور لاریوں کے آگے پیچھے سائیکل دوڑاتے ہوئے جا رہے تھے۔

اس جگہ قادیان کی مسجد اقصےٰ کا مینار نظر آنا شروع ہو گیا۔ جسے دیکھ کر قافلہ کے احباب نے دعا کرنی شروع کی۔ قادیان سے اتنی دیر جدائی کی وجہ سے ان کے آنسو بے اختیار ٹپک پڑے۔ نہر کے اگلے پل سے ہم کچی سڑک پر سفر کرنے لگے اور بوقت ۲ بجے بعد دوپہر بہشتی مقبرہ کے قریب پہنچ گئے۔ جہاں قادیان کے درویش استقبال کے لئے جمع تھے۔ اور انہوں نے آنے والوں کو اھلاً وسھلاً و مرحبا کے نعروں سے خوش آمدید کہا اور ہم لاریوں سے اتر آئے۔ سب سے پہلے امیر قافلہ نے محترم جماعت قادیان سے مصافحہ و معانقہ کیا۔ اس کے بعد درویش قطار بنا کر کھڑے ہو گئے۔ اور آنے والے قافلہ کے افراد نے ہر ایک درویش سے مصافحہ و معانقہ کیا۔ اس وقت کا منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا اور اس کا الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ درویشوں کے چہرے اپنے بھائیوں اور عزیزوں سے مل کر باغ باغ ہو گئے۔ اور خوشی کے آنسو ان کی آنکھوں سے رواں تھے اس موقعہ پر قادیان کے چند پرانے غیر مسلم باشندے بھی آئے ہوئے تھے جنہوں نے آنے والے قافلہ کو خوش آمدید کہا۔ یہاں سے درویش اور قافلہ کے افراد مل کر بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر تشریف لے گئے جہاں پر امیر جماعت قادیان نے دعا کرائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مقدس کو دیکھ کر قافلہ والوں کے دل بے اختیار ہو گئے اور دعا کرتے ہوئے زار و قطار روئے اور ان کی چیخیں نکل گئیں اور بڑی تضرع سے دعائیں کی گئیں کہ اللہ تعالےٰ ان مقامات کو پھر آزاد کرے تا احمدی اپنے مقدس امام کے مزار کی زیارت پہلے کی طرح پھر بے روک ٹوک کر سکیں اور وہاں حاضر ہو کر اپنے مولا کے حضور دعائیں کر سکیں۔

دعا کرنے کے بعد قافلہ والے درویشوں کے ہمراہ مدرسہ احمدیہ میں پہنچے۔ جہاں انہیں کھانا کھلایا گیا اور کھانے سے فارغ ہو کر مسجد مبارک میں نماز ادا کی گئی۔ جس میں بڑے خشوع خضوع سے درویشوں اور قافلہ والوں نے مل کر دعائیں کیں اور اپنی سجدہ گاہیں تر کر دیں۔

اس کے بعد ہندوستان سے آنے والے قافلہ کا جو ۱۳۷ افراد پر مشتمل تھا اور جس کے افراد ہندوستان کے مختلف صوبوں سے آ رہے تھے استقبال کرنے کیلئے درویش اور پاکستانی قافلہ کے چند افراد ریلوے اسٹیشن پر گئے اور ان کو اپنے ہمراہ لائے۔

رات کو شام اور عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد مولوی محمد شریف صاحب امینی نے اعلان کیا کہ مسجد مبارک میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے مطابق تہجد کی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے جس کا وقت پانچ بجے صبح ہے۔ آنے والے دوست بھی اس میں شامل ہوں۔ اور قادیان میں اپنے اوقات عبادات اور دعاؤں میں صرف کریں۔ علاوہ اس کے وہ بیت الدعا اور بیت الفکر میں بھی جا کر نوافل اور ذکر الٰہی ادا کریں۔ اور اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کی سعی کریں۔ عام حالات میں ان مقدس مقامات پر ہر کس و ناکس نہ جا سکتا تھا۔ اب جبکہ ان مکان کے ساکنین یہاں موجود نہیں ہیں (اس پر بے اختیار دلوں میں درد اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے) جن کا ہمیں سخت صدمہ ہے۔ احباب فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

قافلہ کو پاکستان سے روانگی سے قبل حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے چھپی ہوئی ہدایات بھی دی تھیں کہ وہ مسجد مبارک، مسجد اقصےٰ، بیت الدعا اور بہشتی مقبرہ میں جا کر ضرور دعائیں کریں۔ چنانچہ زائرین نے کثرت سے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور ان مقامات مقدسہ پر جا کر دعائیں کیں۔

مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۴۹ء کو سالانہ جلسہ پرانے زنانہ جلسہ گاہ میں منعقد کیا گیا۔ جس میں قریباً پانصد احمدیوں کے علاوہ نو دس سو غیر مسلم بھی شامل ہوتے رہے۔ جلسہ گاہ میں لوائے احمدیت ہر روز لہرایا جاتا رہا اور خدام بڑی مستعدی سے اس کی حفاظت کرتے ہوئے نظر آتے

جلسہ کا افتتاح امیر جماعت احمدیہ قادیان نے دعا کے ساتھ کیا جس سے احمدی حاضرین پر اس قدر رقت طاری ہو گئی۔ کہ غیر مسلم حاضرین پر بھی گہرا اثر ہوا۔ اور انہوں نے محسوس کیا کہ احمدیوں کو قادیان کی بستی سے کس قدر شدید محبت ہے۔ اس کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا (زبانی) پیغام سنایا گیا۔ اور حضور کا نام آتے ہی احمدی حاضرین جلسہ چیخ اٹھے اور اپنے پیارے امام کی قادیان سے غیر حاضری کو بشدت محسوس کیا

ہر سہ روز جلسہ بڑا بارونق ہوتا رہا اور علماء اور بزرگان سلسلہ نے نڈر ہو کر وعلائے کلمۃ الحق کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور کارنامے اور وہ پیشگوئیاں جو قادیان سے ہجرت اور اس میں واپسی کے متعلق تھیں پیش کیں۔

اور اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔ حضرت امیر المومنین زندہ باد۔ کے پرجوش نعرے لگائے گئے۔ علاوہ اس کے حکومت وقت کے متعلق احمدیت کی تعلیم پیش کی گئی۔ اور ہندوستان میں سکھ مسلم ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا گیا۔ اور حکومت وقت کو بذریعہ قرارداد ہائے توجہ دلائی گئی۔ کہ وہ ہندوستان اور پاکستان کے احمدیوں کو قادیان اپنے مرکز میں آزادی سے آنے جانے کی اجازت دے۔ اور قادیان کی جائیداد احمدیوں اور بالخصوص صدر انجمن احمدیہ کو جو کہ ابھی تک قادیان میں اپنا کام باقاعدہ جاری رکھے ہوئے ہے۔ واپس کردے۔

جلسہ کے دوسرے روز۔ قادیان کے غیر مسلم اصحاب نے ہندوستان اور پاکستان سے آئے ہوئے احمدیوں کو دعوت چائے دی۔ جو کہ منظور کرلی گئی۔ لیکن اس رات کو پنڈت کنج بہاری لال نے جو کہ قادیان کا پرانا باشندہ ہے۔ ایک جلسہ کرکے تقریر کی۔ جس میں قادیان کے احمدیوں کے خلاف زہر اگلا۔ چنانچہ اگلے روز ان کو اطلاع دی گئی۔ کہ چونکہ رات کے جلسہ میں ہمیں گالیاں دی گئی ہیں۔ اس لئے ہم ایسے اشخاص کی دعوت قبول کرنے سے معذور ہیں۔ جو کہ ایک طرف گالیاں دیتے ہوں۔ اور دوسری طرف منافقت سے دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہوں۔ اس پر بہت سے غیر مسلم معززین نے پنڈت کنج بہاری لال کو برا بھلا کہا۔ اور اس کی زبان درازی پر افسوس کا اظہار کیا۔ اور خود اس نے بھی آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ جس پر ان کی دعوت قبول کی گئی۔ چنانچہ اگلے روز ہندوستان اور پاکستان سے آئے ہوئے احمدی اور چند مقامی درویش پولیس کی معیت میں سکھوں کے ایک گوردوارہ میں گئے۔ جہاں دعوت کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس دعوت کے موقعہ پر پنڈت کنج بہاری لال نے غیر مسلموں کی طرف سے اور محترم شیخ بشیر احمد صاحب نے پاکستانی احمدیوں کی طرف سے اور مولوی محمد سلیم صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ کلکتہ حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری و سید ارشد علی صاحب لکھنوی نے ہندوستانی احمدیوں کی طرف سے تقاریر کیں۔ جن میں توجہ دلائی گئی۔ کہ اب ہندوستان کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو پرانے واقعات بھول جانے چاہئیں۔ اور آئندہ آپس میں سلوک اور محبت سے رہنا چاہیئے۔

دعوت سے فارغ ہوکر ہندوستان اور پاکستان سے آئے ہوئے احمدیوں کو پولیس کی حفاظت میں شہر کے بیرونی محلہ جات اور مساجد دکھائی گئیں۔ اکثر مکانات وغیرہ کو کوئی خاص نقصان پہنچا ہوا نظر نہ آیا۔ البتہ پناہ گزینوں کی حسب معمول بے توجہگی کی وجہ سے اور مرمت نہ ہونے کی وجہ سے بعض مکانات کی حالت خستہ تھی۔ مساجد میں اسی روز خاص طور پر صفائی کرائی ہوئی تھی۔ گو ان کے کونوں میں غیر آباد ہونے کی وجہ سے اینٹیں وغیرہ پڑی ہوئی تھیں۔ مسجد دار الرحمت کے برآمدہ کی چھت ایک جگہ سے گری ہوئی تھی۔ لیکن دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ یہ نقصان فسادات کے عین دوران میں اس محلہ پر حملہ ہونے کے وقت ہوا تھا۔ اور بعد میں اس مسجد کو بھی مزید نقصان نہیں پہنچایا گیا۔ اس کے علاوہ ایک چھوٹی سی مسجد جس پر محلہ دار البرکات شرقی لکھا ہوا تھا۔ خستہ حالت میں تھی۔ لیکن اس کی نسبت بھی بعض احباب نے بتلایا۔ کہ یہ مسجد ابھی غیر مکمل ہی تھی۔ کہ فسادات شروع ہوگئے۔ جن کی وجہ سے اس کی تکمیل نہ ہوسکی۔ ہر مسجد کے سامنے رو رو کر دعائیں کی گئیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان مساجد کو ازسر نو آباد کرے۔ اور ان میں خدا کا ذکر بلند کیا جاوے۔ اور اس کی تحمید و تقدیس بیان کی جاوے۔ پولیس کے سپاہی جو حفاظت کے لئے ہمارے ساتھ تھے۔ اس نظارہ کو دیکھ کر حیران تھے۔ کہ احمدیوں کو قادیان کی ہر چیز کس قدر محبوب ہے۔ اور وہ قادیان کو واپس حاصل کرنے کے لئے کس طرح تڑپ رہے ہیں۔

جلسہ کے اختتام کے بعد ہندوستان سے آنے والے احباب اور پاکستان سے آنے والے قافلہ کا آپس میں تعارف کرایا گیا۔ اور مورخہ ۲۹/۱۲/۵۰ کو صبح کے وقت تمام احباب نے بہشتی مقبرہ میں جاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر اجتماعی دعا کی۔ جس میں شامل ہونے والے زار و قطار رو رہے تھے۔ اور اپنے مولا کریم کی درگاہ میں پکار رہے تھے۔ کہ نہ صرف وہ بلکہ تمام ممالک کے احمدی احباب پہلے کی طرح پھر آزادی سے قادیان میں آجا سکیں۔ اور اپنے مقدس مقامات کی زیارت کرسکیں۔ اسی روز ۱ بجے بعد دوپہر ہندوستان سے آئے ہوئے دوستوں کو الوداع کہنے کے لئے مقامی درویش اور پاکستانی احباب اسٹیشن پر گئے۔ جہاں گاڑی روانہ ہونے پر اللہ اکبر۔ احمدیت زندہ باد۔ اسلام زندہ باد۔ حضرت امیر المومنین زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے گئے۔ اور تقسیم ہند کے پہلے کا نظارہ پھر آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہم پہلے کی طرح پھر اپنے قادیان میں ہی ہیں۔ اور قادیان اسی طرح ہمارے تسلط میں ہے۔ جیسا کہ پہلے تھا۔

مورخہ ۳۰/۱۲/۵۰ کو ہمارے قافلہ نے واپس آنا تھا۔ صبح کی نماز کے بعد شیخ بشیر احمد صاحب نے درویشان قادیان سے خطاب کیا۔ ان کی بے لوث قربانیوں کی تعریف کی۔ اور ان کو توجہ دلائی۔ کہ وہ آپس میں اتحاد اور اتفاق سے رہیں۔ اور ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ بزرگان جوانوں پر شفقت کا ہاتھ رکھیں۔ اور نوجوان ہر طرح سے بزرگوں کی تابعداری اور اطاعت اختیار کریں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھیں۔ اور کوئی چیز بھی ان کو اپنے اصلی مقصد سے دور نہ کرے۔ ان کی پاکیزہ زندگی پر رشک کا اظہار کیا۔ کہ وہ کیسے خوش نصیب ہیں۔ کہ ان کو اپنے مقامات مقدسہ کی حفاظت کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ اور اپنی محبوب بستی میں زندگی کے دن گذار رہے ہیں۔ مولوی شریف احمد صاحب امینی نے قادیان کے درویشوں کی طرف سے جواب دیا۔ کہ وہ اپنے فرائض کو پوری تندہی سے ادا کریں گے۔ اور یکجہتی سے حصول مقصد کے لئے کوشاں رہیں گے۔ اس کے بعد تمام پاکستانی احباب اور درویش بہشتی مقبرہ میں گئے۔ اور پھر ایک لمبی اجتماعی دعا کی گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری محبوب بستی کو واپس دلائے۔ اور ہم بلا روک ٹوک اپنے مقدس مقامات کی زیارت کرسکیں۔ اور قادیان میں پہلے کی طرح پھر خدا کا نام بلند کیا جاوے۔ بارہ بجے کے قریب واپسی سفر کے لئے ہمارا قافلہ قادیان سے پولیس کی حفاظت میں روانہ ہوا۔ اور واپسی پر بھی سرحد سے بغیر کسی تلاشی کے کسٹم والوں نے ہمیں گذرنے کی اجازت دے دی۔ سرحد کے پار لاہور کے چند معزز احمدی قافلہ کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ جو قافلہ کو دیکھ کر باغ باغ ہوگئے اور پھر وہاں سے قافلہ لاریوں پر رتن باغ پہنچا۔ جہاں نماز ادا کرنے کے بعد قافلہ کے افراد کو اپنے اپنے گھروں کو جانے کی اجازت دی گئی۔ محترم شیخ بشیر احمد صاحب امیر قافلہ خاکسار کو ساتھ لے کر ربوہ پہنچے۔ جہاں انہوں نے اپنے سفر کے حالات اور تاثرات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی خدمت میں بیان کئے۔

قادیان کے قیام کے دوران میں محترم شیخ بشیر احمد صاحب مقامی حکام سے جو کہ جلسہ میں آتے رہے۔ اور سلسلہ کے مقامی کارکنوں سے ملتے رہے۔ تاکہ معلوم کریں۔ کہ اب قادیان کے حالات کیسے ہیں اور سلسلہ کا کام کس طرح چلایا جارہا ہے۔ اور آئندہ کے لئے کونسے طریق اختیار کرنے چاہئیں۔ جن سے غیر مسلموں اور حکومت ہند سے تعلقات اچھے ہوسکتے ہیں۔ اور آپس کی نفرت دور کی جاسکتی ہے۔ ان ایام میں مجھے اکثر درویشوں سے ملنے کا موقعہ ملا۔ اور میں نے ان میں سے ہر ایک کو فرض شناس۔ بلند حوصلہ۔ عزم صمیم لئے ہوئے پایا۔ وہ تہیہ کئے ہوئے ہیں کہ قادیان سے نہیں ہلیں گے۔ جب تک کہ قادیان آزاد نہ ہوجائے۔ خواہ انہیں اس مقصد کے حصول میں جان قربان کرنی پڑے۔ ان کی آنکھیں پرنم تھیں۔ اس لئے نہیں کہ وہ مصائب سے گھبرائے ہوئے تھے۔ یا حکومت کا ڈر انہیں پریشان کئے ہوئے تھا۔ بلکہ اس لئے کہ کسی طرح ان کا پیارا مرکز پھر انہیں مل جائے۔ اور ان کا خدا ان سے راضی ہوجائے۔

ان کے سینے جوش سے پر تھے۔ کہ کسی طرح قادیان کی آزادی کے لئے انہیں اپنی جانیں قربان کرنے کا موقع ملے۔ اور شبانہ روز خدا کی عبادت اور پرخلوص دعاؤں کی وجہ سے ان کے چہرے پرنور تھے۔ اور ان کی انتہائی خواہش تھی۔ کہ وہ اپنی تمام زندگی اسی مقدس بستی میں ہی گذار دیں۔ ان کی اس کیفیت کو دیکھ کر بے اختیار دل سے دعا نکلتی تھی۔ کہ اے ہمارے مولا کریم تو ان کو استقامت عطا فرما۔ اور انہیں توفیق عطا کر کہ وہ اپنے فرائض کما حقہ ادا کرسکیں۔ اور ان کو دنیا کے حسنات عطا کر۔ اور ان کو اپنی خاص حفظ میں رکھ اور ان کے لواحقین کو ان کی جدائی برداشت کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اور ان میں سے بعض نے اپنے لواحقین کو پیغام دیا کہ وہ ان کی طرف سے بالکل بے فکر رہیں۔ وہ خوش و خرم ہیں۔ اور ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں وہ اپنے عزیزوں سے صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اور ان کو اپنے تفکرات پہنچا کر پریشان نہ کیا جاوے۔ اور ان کے لئے دعا کی جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے آمین۔

میں نے ان میں سے بعض ایسے دیکھے ہیں۔ کہ وہ اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھے بیٹھے ہیں۔ اور اس وقت کے انتظار میں ہیں۔ کہ کب وہ انہیں اللہ کے راستے میں پیش کرسکیں۔ ایک نوجوان درویش کو جو گویا ابھی بچہ ہی ہے۔ اس کے والد نے بتایا۔ کہ اس کے ایک غیر مبائع رشتہ دار نے اسے کہا تھا۔ کہ قادیان میں مزار گرا دئے گئے ہیں۔ اور صرف ان کے نشان قائم کردیئے گئے۔ تاکہ قادیان کی واپسی پر انہیں پھر بنا لیا جائے۔ اس بات کو سن کر وہ نوجوان جوش میں آگیا۔ اور اس نے اپنے والد کو کہا۔ کہ اگر مزار گرا دئے گئے ہوں۔ تو پھر ہم یہاں زندہ کیوں بیٹھے ہیں۔ ہمارے زندہ ہوتے ہوئے ہمارے مزارات کو کون گرا سکتا ہے۔ نوجوانوں کے اس عزم کو دیکھ کر ڈھارس بندھتی تھی۔ کہ قادیان ہمارا ہے۔ اور کوئی طاقت ہمیں قادیان سے جدا نہیں رکھ سکتی۔

قادیان کی روحانی زندگی جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تھی۔ وہ ہم نے جو صحابی نہیں صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنی ہوئی تھی۔ کیونکہ بعد میں احمدیت میں داخل ہونے کی وجہ سے خود نہ دیکھی تھی۔ لیکن درویشوں کی زندگی کو دیکھ کر اس زمانہ کی کیفیت پھر آنکھوں کے سامنے آگئی۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہم پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قادیان میں پھر رہے ہیں۔ اور قادیان کے قیام کے یہ چند روزہ زمانہ اس طرح گذرا جیسے کہ خواب تھی۔ اٹھتے بیٹھتے۔ چلتے پھرتے۔ صبح و شام۔ دن اور رات دعاؤں کا ورد رہتا۔ اور آنکھیں پرنم رہتیں۔ اور سینہ ابلتا۔ کہ قادیان آزاد ہو۔ اور پھر ہم قادیان میں آزادانہ پھر سکیں۔ اور اس کی فضاؤں کا لطف اٹھا سکیں۔ جتنے دن ہم قادیان میں رہے دنیا و مافیہا کو بھول چکے تھے۔ اور دل چاہتا تھا۔ کہ قادیان کا قیام جس قدر لمبا ہوسکے ہو جائے۔ چنانچہ بالآخر بڑی حسرت بھرے دل سے ہم نے قادیان کو چھوڑا۔ اور یہ دعائیں کرتے ہوئے قادیان سے رخصت ہوئے۔ کہ یا الٰہی ہمیں بار بار اس بستی میں لا۔ اور اس میں آنے کی پابندیوں کو جلد از جلد دور فرما۔ آمین۔

تعلیم الاسلام کالج یو۔او۔ٹی سی پلاٹون (پاکستان ٹیریٹوریل)

کالج میں یو۔او۔ٹی۔سی کی پہلی پلاٹون سنہ ۱۹۴۸ء میں معرض وجود میں آئی۔ یونیورسٹی کا ملٹری سائنس کے طور پر باقاعدہ مضمون ہونے کے علاوہ یہ پاکستان کی مستقل ٹیریٹوریل فوج کا حصہ بھی ہے۔

سارے سال کی ٹریننگ کے علاوہ۔ ڈویژنل ہیڈکوارٹرز کے زیر اہتمام ہر سال ایک ٹریننگ کیمپ بھی ہوتا ہے۔ جس میں اس کور کی ہر دو بٹیلین شامل ہوتی ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد پہلا کیمپ فروری سنہ ۱۹۴۹ء میں منعقد ہوا۔ اس میں ہماری پلاٹون بھی شامل ہوئی۔ کیمپ کے موقع پر ہمارے طلباء نے بہترین ڈسپلین اور باقاعدگی کا مظاہرہ کیا دوسرا کیمپ نومبر سنہ ۱۹۴۹ء میں ہوا۔ اس میں بھی ہماری پلاٹون شامل ہوئی۔ اور اس کے دوران میں ہمارے طلباء نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ جس سے انہیں نمایاں بلکہ ممتاز حیثیت حاصل ہو گئی

کیمپ کے میدان میں ہمارے بٹیلین کے کمانڈر کرنل اسلم و موجودہ کمپنی کمانڈر لفٹیننٹ کرامت حسین اور اس وقت کے ایڈجوٹنٹ میجر ایس۔بی۔مہدی۔ایم۔سی نے ہمارے ساتھ نہایت منصفانہ اور ہمدردانہ رویہ رکھا۔ جس کے لئے ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہمارے طلباء نے جس ضبط ڈسپلن اور جوش کا مظاہرہ کیمپ کے موقع پر کیا اس پر مختلف افسروں نے مختلف اوقات پہ خوشی کا اظہار کیا۔ جن میں میجر جنرل افتخار بھی شامل ہیں۔ ٹریننگ کے اختتام پر بٹیلین کی ساری پلاٹونوں کا باہمی مقابلہ ہوا۔ جس میں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہمارے کالج کی پلاٹون اول رہی۔ ہز ایکسیلینسی سردار عبدالرب نشتر برائے تقسیم انعامات کیمپ پر تشریف لے گئے۔ تو آپکو بمعہ چند چوٹی کے فوجی افسروں کے جس میں میجر جنرل اور بریگیڈیر وغیرہ شامل تھے اور بمعہ معزز شہریوں کے پریڈ کے میدان میں لے جایا گیا۔ جب کہ تمام بٹالین ٹریننگ کے مظاہرے کر رہی تھی۔ وہاں لے جا کر آپ کو بتایا گیا کہ یہ تعلیم الاسلام کا سکواڈ ہے جو سب سے اول رہا ہے۔ اس پر ہز ایکسیلینسی نے خوشنودی کا اظہار کیا۔ اسی طرح فٹ بال کی چیمپین ٹیم میں بھی ہمارا حصہ تھا۔ کیمپ فائر کے موقع پر لانس کارپرل ریاض قمر۔ لانس کارپرل مرزا خلیل احمد اور کیڈٹ امان اللہ نے نہایت عمدگی کے ساتھ حصہ لیا اور بالاتفاق ہمارے کالج کا پروگرام سب سے بہتر تسلیم کیا گیا۔ حتیٰ کہ میجر صاحب نے لانس کارپرل ریاض قمر کو سب کے سامنے بلا کر شاباش دی۔

مورخہ یکم فروری کو نئے ایڈجوٹنٹ صاحب کے ارشاد پر کالجوں کی بہترین ٹرن آؤٹ "Turn out" کا مقابلہ ہوا۔ اسلامیہ کالج گورنمنٹ کالج اور ہمارے کالج میں سے بہترین نان کمشنڈ آفیسر N.C.O بہترین تربیت یافتہ سولجر اور بہترین ریکروٹ کی [illegible] یو۔او۔ٹی۔سی کے حلقوں میں ہمارے کالج کی پلاٹون کو بہترین پلاٹون سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر بھی خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے کرنل اسلم صاحب اور میجر اقبال (ایڈجوٹنٹ) پر بھی یہی اثر تھا۔

دوسرے ہر دو کالجوں میں دو دو پلاٹونیں ہیں اور ہمارے ہاں صرف ایک۔ لیکن انتخاب کے وقت ہمارے طلباء کی تعداد ان سے بھی زیادہ تھی۔ اور آخری انتخاب کے وقت کرنل صاحب اور میجر صاحب کے لئے فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا۔ کہ تعلیم الاسلام کالج میں سے کون کون سے طلباء کو انعام کا مستحق قرار دیا جائے۔ کیونکہ سب ہی ایک دوسرے سے بڑھ کر تھے۔ حتیٰ کہ پندرہ بیس منٹ افسران میں بحث ہوئی اور کرنل صاحب نے اعلانیہ فرمایا کہ اس کالج کے متعلق ہمارے لئے فیصلہ کرنا بہت مشکل تھا ہمارے مندرجہ ذیل طلباء ابتدائی انتخاب میں آئے۔

(۱) نان کمشنڈ آفیسرز (N.C.O)

(۱) کمپنی کوارٹر ماسٹر چوہدری منیر احمد۔ فورتھ ایر
(۲) سارجنٹ امان اللہ چیمہ۔ سیکنڈ ایر
(۳) کارپورل کرامت اللہ چوہدری۔ فورتھ ایر
(۴) کارپورل محمود شاہ بخاری۔ سیکنڈ ایر
(۵) کارپورل ناصر احمد۔ فرسٹ ایر
(۶) لانس کارپورل۔ سعید احمد۔ فورتھ ایر
(۷) لانس کارپورل۔ مرزا خلیل احمد۔ فرسٹ ایر

(۲) ٹرینڈ سولجر

(۱) کیڈٹ۔ امان اللہ سیکنڈ ایر ص

۴ (۲) کیڈٹ۔ محمد امجد فورتھ ایر

(۳) ریکروٹ

(۱) حمید اللہ بھیروی فرسٹ ایر
(۲) مرزا لطف الرحمٰن سیکنڈ ایر
(۳) مبشرات احمد سیکنڈ ایر

پھر کافی سے زیادہ غور اور بحث کے بعد مندرجہ ذیل طلباء اول درجے کے انعامات کے مستحق قرار پائے۔ ۴۴

ص ۴۴ (۱) نان کمشنڈ آفیسر (N.C.O) کارپورل کرامت اللہ چوہدری فورتھ ایر
(۲) ٹرینڈ سولجر: کیڈٹ امان اللہ سیکنڈ ایر
(۳) ریکروٹ:۔ ریکروٹ مبشرات احمد ״

ان طلباء کو مندرجہ ذیل انعامات ملے ہیں نمبر (۱) کو ایک اعلےٰ قیمتی قلم اور ایک لائن یارڈ نمبر (۲) اور (۳) ایک ایک خوبصورت ٹائم پیس اور ایک ایک لائن یارڈ۔

یہ تمام امور زیر نگرانی پلاٹون کمانڈر چوہدری محمد علی صاحب اور انڈر افیسر چوہدری فضل داد صاحب سرانجام دیئے۔

احباب سے درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حضور دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ احمدی نوجوانوں کو احمدیت اور اسلام کے لئے مفید وجود بنائے۔ اور قوم کے لئے برکت اور عزت کا موجب بنائے۔ آمین

(پریس رپورٹر)

میری اہلیہ مرحومہ

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب خلیل مبلغ اسلام مقیم فری ٹاؤن (افریقہ)

یکم ستمبر ۱۹۴۹ء کی بات ہے کہ خاکسار صبح کی نماز منہ اندھیرے جماعت سے ادا کر کے ذرا لیٹ گیا۔ چند منٹ آنکھ لگ گئی۔ خواب میں میرے والد صاحب قبلہ مرحوم (جو کو فوت ہوئے آج پورے چار سال ہو گئے ہیں (ہمارے بیرون ہند روانہ ہونے سے دو ماہ قبل وفات پا گئے (اللھم اغفر کل المومنین والمومنات) کہنے لگے۔ جلدی کرو۔ آج ہی ایک سیاہ چھوٹا بکرا اس طرح کا (دکھلا کر خواب میں) آج ہی صدقہ کر دو۔ بیدار ہوا۔ حیران کیا کروں۔ پردیس میں میدان جہاد میں بکرے کی تلاش کہاں سے کروں۔ مزید برآں ہر چیز بہت گراں۔ مالی تنگی۔ نادر تغیت اجنبیت۔ [illegible] میں نے محض ایک خیال سمجھا۔ اپکی ادہ لی۔ اس رات سے معمولی بخار ہو گیا۔ پھر دن اور رات بخار شروع ہو گیا۔ ۱۰ ستمبر بخار بے انتہا۔ تن بدن میں آگ سی لگی ہوئی۔ میرے احمدی ہمسائے نے مجھے ایک ٹیکسی میں لاد کر ہسپتال پہنچایا۔ جزاہ اللہ۔ ڈاکٹر مجھ کو دیکھکر حیران۔ طاقت کے ٹیکے۔ خون کا ٹسٹ اور کئی قسم کے علاج کئے گئے۔ مجھے کچھ افاقہ ہونے لگا تھا۔ کہ اچانک حضرت وکیل التبشیر صاحب ربوہ کی طرف سے تار ملا۔ Died Hafeeza ،Wife انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حیران پریشان نہ بیماری کی خبر نہ کوئی اطلاع۔ اچانک موت؟ قارئین اخبار الفضل! ایسے وقت میں آپ خود ہی میری حالت ناگفتہ کا اندازہ لگالیں۔ ایک کمزور شخص پردیس میں مسافر۔ نہ کوئی ہمدرد نہ مونس و غمخوار نہ کوئی دوست نہ یار۔ خود قریب المرگ مریض داخل ہسپتال۔ ربع صدی سے مرحومہ میری اعلےٰ درجے کی رفیق حیات تھی۔ مرحومہ بفضلہ تعالےٰ اپنے اخلاق۔ عادات میں لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ کی صحیح تفسیر تھی قرآن کریم کی عاشق۔ سچی خوابیں بکثرت آتی تھیں بیشمار لڑکے لڑکیوں کو قرآن پاک ختم کروانے اور پڑھانیوالی۔ سید والا۔ اور ننکانہ میں لجنات قائم کرنے والی عاشق کلام اللہ وغیرہ۔ مرحومہ قریباً میری ہم عمر تھی۔ خوش صورت۔ نیک سیرت۔ ہر ایک کی ہمدرد موصیہ پابند صوم صلوٰۃ۔ تہجد خواں۔ محسنۃ۔ منذرین ملہمہ۔ متقی۔ مخلص۔ شاکرہ صابرہ اچھے اخلاق والی لمبی دعائیں کرنے والی۔ خاندان نبوت کی سچی خادمہ اور عاشق۔ مرحومہ کی زندگی کے کئی واقعات قابل تقلید ہیں سب کے لکھنے کی فرصت نہیں۔ صرف ایک ہی واقعہ لکھتا ہوں۔ چند ماہ ہوئے مرحومہ کچھ گھبرا گئی۔ مجھے لکھا کہ اگر تم لکھو تو میں حضور انور سے چند ماہ کے لئے واپسی کی عرض کروں۔ اس نے لکھا کہ ہر حال میں حضور انور کی رضامندی کو مدنظر رکھو۔ اگر لکھنے سے حضور انور ناراض ہوں تو کیا فائدہ۔ جب حضور انور خوش ہوں گے۔ خداوند کریم چاہے گا۔ ملاقات ہو جاوے گی۔ جلدی نہ کرو وغیرہ۔ جہاں تک میرا خیال ہے ہم دونوں میں سے ایک کی اجل مقدر ہو چکی تھی۔ خداوند کریم و رحیم نے محض اپنے دین متین اور سلسلہ حقہ کی خاطر اس پردیسی کی جان بخشی کر دی کیونکہ اسکے دینی خدمت میں مامور ہوں۔ اگرچہ لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونے والی بات ہے اور میری جگہ مرحومہ میرے لئے جان بحق ہو کر میرے اس جہاد میں شریک ہونیکی وجہ سے شریک ہو گئی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اشتہارات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تبلیغی اشتہارات شائع کرنے کو الٰہی کارخانہ کی دوسری شاخ قرار دیا ہے۔ (فتح اسلام)

صیغہ نشر و اشاعت تبلیغی اشتہارات شائع کرتا ہے۔ جملہ پریزیڈنٹ و سیکرٹریان تبلیغ جماعت ہائے احمدیہ اس صیغہ سے لٹریچر منگوا کر تقسیم کریں یہ صیغہ مشروط بالا ہے۔ یعنی احباب جماعت سے چندہ حاصل کر کے لٹریچر چھپوایا جاتا ہے۔ پس اس اہم صیغہ کو مضبوط کرنے کے لئے جملہ احباب جماعت فراخدلی اور باقاعدگی سے چندہ نشر و اشاعت ادا فرمائیں تا زیادہ سے زیادہ لٹریچر شائع ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

احمدیہ ٹریڈ ڈائرکٹری

احمدیہ ٹریڈ ڈائرکٹری عرصہ سے شائع نہیں ہو سکی۔ وکالت تجارت کے زیر انتظام یہ ڈائرکٹری دوبارہ تیار کروائی جا رہی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ تمام تجار و صناع اپنے کاروبار کی تفصیلی اطلاع دفتر ہذا کو دیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ اس معاملہ میں مستعدی سے ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ اور جلد اپنے اور اپنے پڑوس کے دوسرے احمدی تجار کے پتے دفتر ہذا کو بھجوا دیں۔

وکیل التجارۃ جودھامل بلڈنگ لاہور

اظہار تشکر و درخواست دعا

میرے بزرگوار والد جناب منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی۔ مرحوم کی وفات پر جماعت کے کثیر حصہ نے میرے اس غم میں شرکت اور دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ میں ان سب کا تہ دل سے شکرگذار ہوں کہ انہوں نے اس صدمہ جانکاہ میں میری ہمدردی اور حوصلہ افزائی فرما کر صحیح اسلامی اخوت اور مواسات کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور میرے مجروح دل کو تسلی دی ہے۔ ان ہمدرد بھائیوں سے میری یہ مزید درخواست ہے کہ مجھے اپنی مخلصانہ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اور وہ خلا جو والد بزرگوار کی وفات سے پیدا ہوا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے پُر کر دے۔ آمین

محمد اسحاق ورک سیالکوٹی

خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان

کارڈ آنے پر:-

مفت

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

درخواست دعا!

عزیز مولوی محمد منیر صاحب واقف زندگی اور اُن کے بچے کنری (سندھ) میں بیمار ہیں۔ اُن کی بڑی لڑکی زیادہ بیمار ہے۔ احباب دردِ دل سے اُن کے لئے دعا فرمائیں

(محمد صدیق کاتب الفضل لاہور)

حبّ اٹھرا رجسٹرڈ

حمل کا گر جانا۔ بچہ پیدا ہو کر مندرجہ ذیل امراض سے فوت ہو جانا۔ سبز سفید دست تے۔ پیچش پھوڑے پھنسیاں۔ چھالے۔ زہرباد۔ خسرہ۔ مبارکی۔ بخار محرقہ۔ درد پسلی۔ نمونیہ ان سب کے لئے حب اٹھرا اکسیر ہے۔ ان چالیس سالہ مجرب گولیوں کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ ہزاروں بے چراغ گھر اسوقت خوبصورت بچوں سے روشن ہیں۔ اس کے استعمال سے بچہ۔ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست پیدا ہو کر والدین کے لئے راحت کا موجب ہوتا ہے۔ مکمل خوراک گیارہ تولے۔ قیمت فی تولہ ڈیڑھ روپیہ یکمشت منگوانے پر تیرہ روپے بارہ آنے علاوہ محصولڈاک

المشتہر:- حکیم نظام جان اینڈ سنز گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ

اعلان نکاح

(۱) میری لڑکی حمیدہ بیگم کا نکاح میرے بھانجے عزیز احمد ولد محمد عبد اللہ صاحب لاٹھیانوالہ ۱۷۲ ب تحصیل جڑانوالہ لائلپور کے ساتھ بعوض مبلغ -/۵۰۰ پانچ صد روپے حق مہر پر مورخہ ۲۹/۱۲/۴۹ کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی نے جلسہ سالانہ کے موقع پر مسجد ربوہ میں پڑھا

۲- میری بھانجی فاطمہ بی بی بنت محمد عبد اللہ صاحب مرحوم کا نکاح بشیر احمد صاحب ولد حسین بخش صاحب پریذیڈنٹ جماعت لاٹھیانوالہ ۱۹۲ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور کے ساتھ بعوض مبلغ -/۲۰۰ دوسو روپے مہر پر مورخہ ۲۹/۱۲/۴۹ کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی نے جلسہ سالانہ کے موقع پر بمقام ربوہ مسجد میں پڑھا۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان دونوں نکاحوں کو جانبین اور سلسلہ کے لئے بابرکت کرے۔ (خاکسار رحیم بخش سندر گڑھی دیہاتی مبلغ علاقہ لاٹھیانوالہ چک ۱۹۲ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور پاکستان)

قادیان کا قدیمی مشہور عالم بےنظیر تحفہ

سُرمہ نور رجسٹرڈ

و دیگر تمام ادویات "ربوہ جنرل سٹور" ربوہ سے بھی مل سکتی ہیں

شفاخانہ رفیق حیات ٹرنک بازار سیالکوٹ

ولادت

مکرم صوبیدار میجر عبد الرحمٰن صاحب پنشنر ۳-۱۲/۱۹ یاٹ روڈ کوئٹہ کے ہاں بفضلہ تعالیٰ ۲۷ جنوری بروز جمعۃ المبارک لڑکا تولد ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

اس خوشی میں انہوں نے کسی مستحق کے نام اخبار جاری کرنے کیلئے -/۵/- روپے مرحمت فرمائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

منیجر اشتہارات

دواخانہ خدمت خلق

خالص اور مجرّب ادویہ

قادیان سے ہجرت کے ایک لمبا عرصہ بعد دواخانہ خدمت خلق اب پھر ربوہ میں جاری ہو گیا ہے۔

احباب کرام ہر قسم کی ادویہ کارخانہ ہذا سے طلب کریں۔

دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ

ضرورت ہے

ایک تجربہ کار ٹائپسٹ کلرک کی جو انگریزی میں بخوبی خط و کتابت کر سکتا ہو فوج سے ریلیز شدہ کو ترجیح دی جائیگی درخواست کے ساتھ مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی تصدیق لازمی ہے۔

منیجر محمد رفیق معرفت دفتر نظام اسن جودھامل بلڈنگ لاہور

آرام دہ سفر:- لاہور سے سیالکوٹ کے لئے جی ٹی بس سروس کی آرام دہ نئے ڈیزائن کی بسوں میں سفر کریں جو کہ سرائے سلطان اور لوہاری دروازہ سے وقت مقررہ پر چلتی ہیں۔ آخری بس سیالکوٹ کے لئے ۱۵-۵ پر چلتی ہے۔

چوہدری سردار خان منیجر جی ٹی بس لمیٹڈ سرائے سلطان لاہور

تریاق اٹھرا:- قیمت فی شیشی ۲/۸ مکمل کورس -/۲۵ روپے **تریاق اٹھرا** سرمہ مبارک صندلین پر رسالے مفت منگوائیں:- دواخانہ نور الدینؓ جودھامل بلڈنگ لاہور

بستی ربوہ کے متعلق جواب

روزنامہ نوائے وقت میں مندرجہ ذیل مکتوب شائع ہوا ہے :-

مکرمی !

لائل پور کے ایک پاکستانی صاحب نے ربوہ کی نئی آبادی کے بارے میں نوائے وقت میں ایک مضمون لکھا ہے۔ یہ امر باعث تشکر ری ہے کہ پاکستانی صاحب نے زہر افشانی نہیں کی۔ بلکہ بلند پایہ اخبار نوائے وقت کے شان شایاں متانت کے ساتھ اظہار خیالات کیا ہے جس سے قیاس ہوتا ہے کہ آرٹیکل مذکور مبنی بر تعصب نہیں صرف مبنی بر غلط فہمی ہے۔ ایسے نیک دل و متین حضرات کے رفع غلط فہمی کے لئے یہ واضح کرنے کی ضرورت ہوئی ہے کہ محل وقوع نو آبادی ربوہ کا دامن پہاڑ کی ایسی سنگلاخ اور سطح مرتفع کا ہے۔ جہاں نہ تو دریا کا پانی پہنچ سکتا ہے نہ چاہی آبادی ہو سکتی ہے اور از قسم غیر ممکن ہے۔ امام جماعت احمدیہ نے ایسے رقبہ کا انتخاب کیا جو کس مپرس۔ ناممکن اور ناحاصل ہونے کی وجہ سے سہل الحصول ہو۔ اسی وجہ سے نو آبادی کے زرخیز رقبہ کا انتخاب نہیں کیا جو گراں بہا و غیر سہل الحصول ہو۔ گورنمنٹ نے پختگی سودا سے قبل مشتہری کر کے پبلک کو عذرداری کا موقعہ دیا مگر اس وقت کوئی عذردار نہ اٹھا نہ ہوا۔ اب بھی اگر کسی کو رشک آ رہا ہے تو دامن پہاڑی میں کافی رقبہ ناکارہ ملکیت سرکار بچا ہوا ہے تو وہاں اپنی آرزو پوری کر سکتا ہے۔

۲- نو آبادی ربوہ کے مکانات کی قطعی ملکیت کے حقوق اگر باشندگان کو حاصل نہیں تو اس کا موجب یہ ہے کہ یہ ایک مشنری کمپونڈ ہے جو ملکیت ایک انجمن کی ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ یہاں صرف وہ لوگ آباد ہوں جو ایک امام کے جھنڈے کے ماتحت اشاعت اسلام و حفاظت اسلام کے مقصد پر متحد۔ متعاون و معاہد ہوں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ دیال باغ آگرہ کی آبادی کئی میلوں تک پھیلی ہوئی ہے جو ایک ادارہ کی ملکیت ہے اور اس میں ایک خاص مشن کے آدمی رہتے ہیں۔ ویسے پنجاب کے اکثر دیہات میں گاؤں اور بستیوں کی آبادی کی زمین ایک یا چند زمینداروں کی ملکیت ہے اور اس بستی کے مکین چند شرائط کے مطابق جو ضلع کے واجب العرض میں درج ہوتے ہیں۔ اس زمیندار کے ماتحت بستے و نکالے جاتے ہیں۔ ربوہ میں جماعت احمدیہ کے ماسوا دیگر لوگوں کی آمدورفت ممنوع نہیں۔ بلکہ دیگر لوگ ازاں آبادی سے کئی طرح سے مستفید و متمتع ہو رہے ہیں۔ مثلاً انجمن کا ایک خیراتی ہسپتال ہے جہاں لائق و مستند ڈاکٹر کام کر رہے ہیں جہاں عام مسلمانوں کو مفت دوائی ملتی ہے۔ ان دور رہنے والے مریضوں کو بلا امتیاز فرقہ و ملت لنگر سے کھانا مفت ملتا ہے۔ ربوہ کے سکولوں میں غیر از جماعت کے لڑکے جماعت کے لڑکوں کے دوش بدوش بیٹھتے اور تعلیم پاتے ہیں۔ لنگر خانہ اور مہمانخانہ میں بلا امتیاز فرقہ و ملت تمام مہمانوں اور مسافروں کو مفت کھانا دیا جاتا ہے۔ ان کی خاطر مدارات کی جاتی ہے۔ دیہات کے لوگ آزادی سے ربوہ کے بازار میں خرید و فروخت کرتے ہیں اور دیہات کے مزدوروں کی روزی کا دروازہ کھل گیا ہے۔ سیاسی طور پر ربوہ کا محل وقوع کہاں تک خطرناک ہے اس بارے میں واضح رہے کہ ربوہ کوئی فقیرانی کی غار نہیں کھلا میدان ہے۔ اگر خدانخواستہ پاکستانی صاحب کے ممتنع الوقوع گمان کے مطابق کسی زمانہ آئندہ میں ربوہ کے لوگ باغی ہو جائیں تو قبل اس کے کہ دریائے چناب کے پل پر قبضہ کریں توپ کے ایک گولے سے اس نہتے درویشوں کی بستی کو اڑایا اور فنا کیا جا سکتا ہے۔ اللہ کا رحم ہو۔

دوست محمد خاں حجانہ - ڈیرہ غازیخاں

(روزنامہ نوائے وقت ۳ فروری ۱۹۵۰ء)

ترکی سفیر کا عزم لاہور
صنعتی نمائش کا افتتاح کریں گے

کراچی ۲ فروری - ترکی سفیر متعینہ پاکستان پنجاب صنعتی نمائش کا افتتاح کرنے کیلئے کل لاہور روانہ ہو رہے ہیں۔ توقع ہے کہ وہ لاہور میں ایک ہفتہ کے قیام کے بعد دارالحکومت واپس آ جائیں گے۔ (اسٹار)

اسرائیلی اطلاعات

قاہرہ ۳ فروری - یہاں سرکاری حلقوں میں موصول شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ اسرائیلی حکومت کملرہ کے نزدیک ایک بڑی فولادی فیکٹری قائم کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔ انہی حلقوں کا بیان ہے کہ گذشتہ سال اسرائیل میں ۲½ کروڑ ڈالر غیر ملکی سرمایہ لگایا گیا۔ (اسٹار)

لبنان اور افریقہ کی تجارت

بیروت ۲ فروری - لائبیریا میں مقیم لبنانی قونصل جنرل مسٹر صالح الخلیل آجکل اپنی حکومت سے افریقی ممالک کے ساتھ تجارتی معاہدے کرنے کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں۔ (اسٹار)

"قادیانی اور پاکستان"

کے مندرجہ ذیل ادارتی نوٹ ہم سفینہ سے ناظرین کے افادہ کے لئے نقل کرتے ہیں :-

پاکستان میں قادیانیوں کے متعلق تین قسم کے خیال پائے جاتے ہیں۔ بہت کم لوگ اس خیال کے ہیں کہ قادیانی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے جس کے عقیدۂ نبوت میں تھوڑا سا فتور ہے۔ اس سے بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو قادیانیوں کو صرف موحد سمجھتے ہیں لیکن اسلام سے انہیں منحرف سمجھتے ہیں۔ اور بہت بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے۔ جو ان کے عقیدہ نبوت میں فتور کی وجہ سے انہیں نہ موحد سمجھتے ہیں اور نہ مسلمان۔ بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے خطرہ تصور کر کے ہمیشہ چوکس اور اس خطرے کی بیخ کنی کے درپے رہتے ہیں۔ خیالات کی یہ تقسیم محض مذہبی نقطہ نگاہ سے کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود قادیانیوں کو مذہبی تبلیغ کی پوری آزادی ہے۔ اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن عام مسلمان کسی ٹھوس بنیاد پر تبلیغ کی ضرورت سے تو مدت ہوئی بے نیاز ہیں۔

البتہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کا جواب محض تکفیر کے شعور تک محدود رکھتے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ہندوستان سے ستر لاکھ مہاجر پاکستان آئے۔ ان کی انجمنیں بھی بنیں۔ لیڈری کے بورڈ بھی لگے۔ لیکن کسی انجمن کو یہ توفیق نہ ہوئی۔ کہ مہاجرین کی آبادکاری کے لئے کوئی ٹھوس تجویز پیش کرتی۔ یا کسی اچھی بنیاد پر کوئی ادارہ شروع کرتی۔ ان کا کارنامہ حکومت اور ارباب حکومت کی شکوہ سنجی کی حد سے آگے نہیں بڑھا۔ اور ان کا حاصل چند لوگوں کے حاصل سے زیادہ کچھ نہیں۔ لیکن قادیانیوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایک نئی بستی لبسا دی اور ہم اس پر بھی شور مچانے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔ حکومت نے جو برا بھلا کر دیا۔ اس پر نکتہ چینی ہم نے ضرور کی مہاجرین کی ہمدردی میں آنسو بھی بہت بہائے۔ لیکن کام کی توفیق کسی کو نہ ہوئی۔ جب ہمارے مہاجر لیڈر مہاجرین کو گولیوں کے آگے بڑھا رہے تھے تو قادیانی اپنے مہاجروں کی آبادی کی سکیم کی حکومت سے مدد لے رہے تھے۔ انہوں نے پاکستان میں آ کر پورا فائدہ اٹھایا اور ہم

ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے

یہی حال قادیانیوں کی مذہبی سرگرمیوں کا ہے۔ ہمارے علمائے کرام وزارتوں کے لئے فتاویٰ تلاش کرتے ہیں۔ یا خود شیخ الاسلام کے منصب اور کانسٹی ٹیوانٹ اسمبلی کی ممبری کے لئے دوڑ بھاگ میں مصروف ہیں لیکن قادیانی اس طرف سے بے نیاز اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں!

اب سیاسی دائرہ کو لیجئے۔ چوہدری ظفر اللہ خان یا پاکستان کے لئے کام کرتے ہیں یا اپنی جماعت کے لئے۔ لیکن ہمارے دوسرے وزرائے پاکستان کیلئے کام کرتے ہیں یا اپنی ذات والا صفات کے لئے۔ کسی وزیر کا نام لیجئے۔ جس کا تعلق کسی مذہبی یا تبلیغی جماعت یا ادارہ سے اتنا مضبوط ہو۔ جتنا ظفر اللہ خان کا اپنی جماعت سے ہے۔ انہوں نے ننکانہ اور قادیان میں۔ قادیانیوں اور سکھوں کے لئے آمد و رفت اور بود و باش کی آسانیوں کا سمجھوتہ کیا۔ لیکن ہمارے کسی دوسرے وزیر کو توفیق نہ ہوئی۔ کہ اس عالم میں جب کہ سکھ ہندوؤں سے برہم ہیں۔ ننکانہ صاحب میں سکھوں اور ہندوستان میں کسی بزرگ کی درگاہ میں مسلمانوں کی آمد و رفت اور بود و باش کے سلسلے میں کوئی بات کرتا اور جو کچھ قادیانیوں نے کیا اس سے فائدہ اٹھانے کی صورت پر کوئی نہیں سوچتا۔ البتہ یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ ایسا کیوں ہوا؟ قادیان والے کہتے ہیں کہ ان کی سیاست کی بنیاد حکومت سے وفاداری پر ہے۔ سو وہ جس ملک میں ہوں گے وہاں کی حکومت کے وفادار رہیں گے۔ بد اسے پاکستان سے غداری کہا جا رہا ہے۔ لیکن پاکستان سے وفاداری کے تقاضوں پر اپنی نظر نہیں کہ ہم خود پاکستان کی وفاداری کے لئے کیا کریں؟

یہ درست اور سچا ہے کہ ہمارے اور ہندوستان کے تعلقات آج ناخوشگوار ہیں۔ لیکن تعلقات کی یہ ناخوشگواری کیا محض اتنا ہی تقاضہ رکھتی ہے کہ ہم قادیانیوں کو چلی کٹی سنا کر مطمئن ہو جائیں؟ ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو جناب رسالتمآب سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں کوئی ایسا کلمہ سننے کے روادار نہیں ہیں۔ جس سے ختم نبوت کے عقیدے میں کوئی خلل پڑے۔ اور قادیانیوں کو اس بارے میں بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے جذبات کا پاس کریں۔ لیکن قادیانیوں کا مسئلہ مملکتی مسائل میں عقائد کا مسئلہ نہیں۔ بلکہ پاکستان کی ایک جماعت کا مسئلہ ہے۔ پاکستان میں غیر مسلم بھی بستے ہیں۔ انہیں بھی اپنے مذہب و عقائد کی تبلیغ کی آزادی ہے اور ہونی چاہیئے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اخبارات اس مسئلہ پر گفتگو کرتے وقت مذہبی جذبات سے کھیلنے کی بجائے متانت اور سنجیدگی سے بحث کریں۔ اپنے عقائد اور اپنے اعمال و افعال کو اس قدر دلکش بنا کر دنیا کے سامنے پیش کریں کہ لوگ خود بخود ادھر کھچے چلے آئیں۔ (روزنامہ سفینہ ۴ فروری ۱۹۵۰ء)

انڈونیشی مشن کا عزم لبنان

بیروت ۳ فروری :- انڈونیشیا کا ایک وفد دونوں ممالک کے درمیان ایک اقتصادی معاہدے کے لئے ابتدائی گفت و شنید کرنے کے واسطے یہاں عنقریب آنے والا ہے (اسٹار)

دمشق ۲ فروری :- دمشق کے عراقی سفارت خانہ نے شام کی وزارت تعلیم سے درخواست کی ہے کہ وہ ذرائع بتائے جائیں جو شام میں جہالت دور کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ (اسٹار)